احمدیوں کے مرکز میں ایک دن

ربوہ کے دورہ کی روداد



رپورٹ نگار: عدیل گیلانی/سید عدیل شاہ

syedadeelahmedgilani@gmail.com

پہلی قسط

مجھے 2014ء میں پاکستانی قادیانیوں کے مرکز ربوہ کا دورہ کرنے کا موقع ملا۔ پہلے پہل تو انھوں نے دروازے سے ہی ٹرخا دیا لیکن میں منت سماجت کر کے اس عمارت میں داخل ہونے میں کامیاب ہو گیا جس کو قادیانیوں کا قصرِ خلافت کہا جا سکتا ہے۔

ایک شخص جس کو "حافظ صاحب" کہا جاتا تھا (غالبا وہ وہاں کی سکیورٹی کے کوئی عہدے دار تھے)، سے ملاقات ہوئی اور اس نے دل کھول کر مسلمانوں کے خلاف بھڑاس نکالی۔ اس کا کہنا تھا کہ ہمیں قانون میں غیر مسلم قرار دیا گیا ہے۔ ہم پر ملازمتوں کے دروازے بند ہیں۔ ہمیں اعلیٰ سرکاری عہدے نہیں دیے جاتے۔ ہم کھلے عام اپنی تبلیغ نہیں کر سکتے۔ یہ نام نہاد مسلمان بہت ظالم ہیں۔ انھوں نے ہمارا عرصہ حیات تنگ کر رکھا ہے وغیرہ وغیرہ۔

جب حافظ صاحب اپنی تقریر مکمل کر چکے تو میں نے ان سے پوچھا کہ مسلمانوں نے آپ لوگوں پر واقعی بہت مظالم ڈھائے ہیں۔ آپ نے کبھی ان مظالم کے خاتمے کے لیے کوئی قدم نہیں اٹھایا؟

حافظ صاحب نے جواب دیا کہ ہم بھلا کوئی بھی قدم کیسے اٹھا سکتے ہیں۔ یہ ملک مسلمانوں کا ہے۔ حکومت مسلمانوں کی ہے۔ قانون مسلمانوں کا بنایا ہوا ہے۔ افواج اور عدالتیں مسلمانوں کی ہے۔ ہم تو مکمل طور پر بے بس ہیں۔

میں نے کہا کہ آپ لوگوں کو غیر مسلم قرار دے کر واقعی آپ لوگوں پر ظلم کیا گیا ہے۔ آپ کو مسلمان قرار دیا جائے تو کیا آپ ان لوگوں کو اپنے جیسا مسلمان ہی سمجھیں گے جو آپ کے نبی کو نبی نہیں مانتے؟ یا آپ ان کو غیر مسلم سمجھیں گے۔

حافظ صاحب کو میرا سوال سمجھ نہیں آیا اور انھوں نے آئیں بائیں شائیں کرنا شروع کر دیں۔ میں نے سوال آسان الفاظ میں پوچھا کہ حافظ صاحب یہ بتائیں کہ آپ مرزا غلام احمد صاحب (میں نے لفظ صاحب ہی بولا تھا) کو نبی مانتے ہیں۔ میں ان کو نبی نہیں مانتا۔ کیا میں آپ کی نظر میں مسلمان ہوں؟ کیا ہم دونوں ایک ہی امت کے دو افراد ہین یا دونوں الگ الگ امتوں سے تعلق رکھتے ہیں۔

انھوں نے جواب میں فورا کہا کہ "جی نہیں! آپ میرے نزدیک مسلمان نہیں ہیں۔ مسلمان ہونے کے لیے حضرت مرزا صاحب کی نبوت پر ایمان لانا لازم ہے۔ ہمارا تعلق الگ الگ امتوں کے ساتھ ہے"۔

میں حافظ صاحب کے چہرے کو دیکھتا رہا اور اپنی ہنسی ضبط کرنے کی کوشش کرتا رہا۔ کچھ سیکنڈ بعد ان کو بھی سمجھ آ گئی کہ انھوں نے کیا "بونگی" ماری ہے۔ چند ثانیے بعد میں نے ان سے سوال کیا کہ اگر آپ کو قانون میں دیگر مسلمانوں کی طرح مسلمان مان لیا جائے تو کیا آپ ان تمام مسلمانوں جیسے مسلمان کہلانا پسند کریں گے جو مرزا صاحب کو نبی نہیں مانتے؟

حافظ صاحب نے جواب دیا کہ "نہیں۔ ہم اصل مسلمان ہیں اور جو مرزا صاحب کو نبی نہیں مانتے وہ حقیقی مسلمان نہیں بلکہ نام نہاد مسلمان ہیں۔ اس لیے قانون میں ہمیں احمد مسلمان یعنی حقیقی مسلمان قرار دیا جانا چاہیے اور جو لوگ مرزا صاحب کی نبوت کے قائل نہیں ہیں ان کا مسلمان ہونا کوئی معنے نہیں رکھتا"۔

میں نے کہا کہ "حافظ صاحب! اس سے معلوم ہو رہا ہے کہ مسئلہ قانون کا نہیں ایمان کا ہے۔آپ کے ایمان کے مطابق میں مسلمان نہیں ہوں کیونکہ میں آپ کے مرزا صاحب کو نبی نہیں مانتا جب کہ آپ ان کو نبی مانتے ہیں۔آپ کے نزدیک ہر وہ شخص جو مرزا صاحب کی نبوت کا قائل نہیں ہے وہ غیر مسلم ہے جب کہ ہمارے نزدیک جو شخص محمد رسول اللہ ﷺ کے بعد کسی کی بھی نبوت کا قائل ہے وہ غیر مسلم ہے۔جب ہم ایک دوسرے کو حقیقت میں ہی اپنے جیسا نہیں سمجھتے ہیں تو پھر قانون میں آپ اپنے آپ کو ہم جیسا قرار دینے پر بضد کیوں ہیں؟

حافظ صاحب نے اس کے بعد کلامی بحث شروع کرنے کی کوشش کی کہ مرزا صاحب کی نبوت کی پہلی دلیل یہ ہے، دوسری دلیل وہ ہے، تیسری دلیل فلاں ہے اور چوتھی دلیل۔۔۔۔۔ان کی ساری بات سننے کے بعد میں واپس موضوع کی طرف آ گیا اور عرض کی کہ مجھے بتائیں کہ مرزا صاحب کے نزدیک ان کے نبوت کے منکر لوگ مسلمان ہیں یا غیر مسلم ہیں؟کیوں کہ گفتگو کا موضوع مرزا صاحب کی نبوت کے دلائل کا تجزیہ کرنا نہیں ہے بلکہ موضوع یہ ہے کہ مرزا صاحب کو نبی ماننے اور نہ ماننے والے ایک امت ہیں یا الگ الگ امت ہیں؟ بتایئے! اپنی نبوت پر ایمان نہ لانے والوں کا سٹیٹس مرزا صاحب کی تعلیمات میں کیا ہے؟

حافظ صاحب نے جواب دیا کہ مرزا صاحب نے کبھی بھی اپنی نبوت کا انکار کرنے والوں کو قانونی سطح پر غیر مسلم قرار دینے کا مطالبہ نہیں کیا ہے۔مرزا صاحب سب کے ساتھ مساوی سلوک کے داعی تھے۔یہ ظلم اور تعصب صرف مرزا صاحب کے زمانے کے مولویوں کی طرف سے سامنے آیا

تھا۔انھوں نے مرزا صاحب کو کافر قرار دیا اور ان کے خلاف نفرت کی آگ بھڑکاتے ہوئے سخت ترین فتوے دیے تھے۔

اس وقت میں ایم فل کا طالب علم تھا اور ایم فل کا تحقیقی مقالہ "مرزا غلام احمد قادیانی کی اخلاقی تعلیمات کا تنقیدی مطالعہ" کے عنوان پر لکھنا چاہ رہا تھا۔اس کے لیے میں نے کچھ ہوم ورک بھی کر رکھا تھا۔چنانچہ میں نے اپنی ڈائری کھولی اور حافظ صاحب سے کہا کہ ابھی ابھی آپ نے فرمایا کہ مرزا صاحب نے کبھی کسی کے بارے میں سخت زبان استعمال نہیں کی تھی اور سب کو مساوی درجے پر رکھ کر بات کی تھی۔میں مرزا صاحب کے اس رویے کے بارے میں کچھ عبارات آپ کے سامنے رکھنا چاہتا ہوں۔امید ہے کہ آپ اس کی وضاحت فرمائیں گے۔پھر میں نے ڈائری سے وہ عبارات پڑھ کر سنائیں جن میں مرزا غلام احمد قادیانی نے مسلمانوں کے لیے مغلظات بکے ہیں۔آپ بھی ملاحظہ فرمائیں کہ مرزا صاحب نے مسلمانوں کے لیے کس قدر نرم الفاظ استعمال فرمائے ہیں:

- ’’حرامی۔‘‘ (شہادۃ القرآن ص۳، خزائن ج۶ ص۳۸۰)
- ’’حرامی لڑکے۔‘‘ (تتمہ حقیقت الوحی ص۱۴، خزائن ج۲۲ ص۴۴۶)
- ’’حرام زادہ۔‘‘ (انوار الاسلام ص۳۰، خزائن ج۹ ص۳۲)
- ’’اے بدذات۔‘‘ (ضمیمہ انجام آتھم ص۴۵، خزائن ج۱۱ ص۳۲۹)
- ’’اے خبیث۔‘‘ (ضمیمہ انجام آتھم ص۴۵، خزائن ج۱۱ ص۳۲۹)
- ’’اے پلید دجال۔‘‘ (ضمیمہ انجام آتھم ص۴۶، خزائن ج۱۱ ص۳۳۰)

- ”اے بدبخت قوم۔“ (براہین احمدیہ حصہ پنجم ص۱۴۴، خزائن ج۲۱ ص۳۱۲)
- ”پلید ملاؤں۔“ (ایام الصلح ص۱۶۵، خزائن ج۱۴ ص۴۱۳)
- ”پلید جاہلوں۔“ (ایام الصلح ص۱۶۶، خزائن ج۱۴ ص۴۱۴)
- ”پلید طبع مولوی۔“ (ایام الصلح ص۱۶۵، خزائن ج۱۴ ص۴۱۳)
- ”پلید ملاؤں۔“ (ایام الصلح ص۱۶۶، خزائن ج۱۴ ص۴۱۳)
- ”پلید دل۔“ (ضمیمہ انجام آتھم ص۴، خزائن ج۱۱ ص۲۸۸)
- ”تو ملعون۔“ (اعجاز احمدی ص۵۷، خزائن ج۱۹ ص۱۸۸)
- ”تجھ پر ویل۔“ (اعجاز احمدی ص۸۱، خزائن ج۱۹ ص۱۹۳)
- ’خبیث طبع۔“ (ضمیمہ انجام آتھم ص۲۱، خزائن ج۱۱ ص۳۰۵ حاشیہ)
- ”خنزیر سے زیادہ پلید۔“ (ضمیمہ انجام آتھم ص۲۱، خزائن ج۱۱ ص۳۰۵)
- ”خبیث طبع۔“ (ضمیمہ انجام آتھم ص۲۱، خزائن ج۱۱ ص۳۰۵)
- ”خالی گدھے۔“ (ضمیمہ انجام آتھم ص۴۷، خزائن ج۱۱ ص۳۳۱)
- ”خراب عورتوں اور دجال کی نسل۔“ (نورالحق ص۱۲۳، خزائن ج۸ ص۱۶۳)
- ”خبیث النفس۔“ (ضیاء الحق ص۹، خزائن ج۹ ص۲۵۹)
- ”ذریت شیطان۔“ (ضمیمہ انجام آتھم ص۲۴ حاشیہ، خزائن ج۱۱ ص۳۰۸)

یہ گالیاں تعداد میں اس قدر زیادہ تھیں کہ مجھے "تحت اللفظ" میں پڑھتے پڑھتے تقریبا تین سے چار منٹ لگ گئے۔حافظ صاحب نے بھی تسلی سے میری اردو خوانی سنی۔میں ہر گالی کو چبا چبا کر اسی طرح پڑھ رہا تھا جیسے واقعی گالی دی جا رہی ہے۔ جب میں ساری گالیاں "پیش" کر چکا تو پھر حافظ صاحب سے پوچھا کہ ان گالیوں کی روشنی میں یہی نظر آ رہا ہے کہ آپ کے مرزا صاحب بھی ان لوگوں کو مسلمان بلکہ انسان بھی نہیں سمجھتے تھے جو ان کی نبوت کے منکر ہیں۔آپ کی گفتگو سے بھی یہی معلوم ہوتا ہے کہ آپ کا موقف بھی مرزا صاحب کی تعلیمات کے عین مطابق ہے۔پھر آپ کو پاکستانی قانون میں الگ "ملۃ" ہونے پر اعتراض کیوں ہے؟

حافظ صاحب نے جواب میں کہا کہ اوپر ہمارے مربی جناب بڑے حافظ صاحب تشریف رکھتے ہیں۔ہم آپ کی ملاقات ان سے کروا دیتے ہیں۔وہ آپ کے تمام سوالات کے جوابات دے دیں گے۔

(جاری ہے)

دوسری قسط

اسی "قصرِ خلافت" میں ہم سکیورٹی والے کمرے میں بیٹھے رہے۔حافظ صاحب باہر گئے اور تھوڑی دیر بعد اندر آ کر ہمیں ساتھ لے کر مرکزی عمارت میں داخل ہوئے۔ سیڑھیاں چڑھ کر ہم اوپر پہنچے تو ریسیپشن والی میز کی طرح کی ایک میز کے پیچھے ایک اور صاحب تشریف فرما تھے۔ ہمیں ان کا نام بھی حافظ صاحب ہی بتایا گیا تھا۔ وہ مرکز میں غالباً مربی کے عہدے پر سرفراز تھے۔انھوں نے انتہائی خوش اخلاقی سے خیر مقدم کیا۔ان کے ساتھ گفتگو بہت سے پہلوؤں پر ہوئی لیکن سر دست میں "دو امتوں" والے مسئلہ کے بارے میں ہی ان کے ساتھ بات کرنے میں دلچسپی رکھتا تھا۔ غالباً ان کو پہلے سے ہی بتا دیا گیا تھا کہ یہ شخص کس ارادے سے آیا ہے۔ مجھے ان کے تیور محسوس ہو گئے اس لیے میں نے پینترا بدل لیا۔

بڑے حافظ صاحب نے پوچھا کہ اگر آپ کا روزہ نہیں ہے تو آپ کی خدمت میں کچھ پیش کریں؟ میں نے مذاق کے انداز میں جواب میں کہا کہ جی ہمارا روزہ ہے۔اگر آپ نے خدمت کرنی ہی ہے تو آپ ہمیں پیسے دے دیں ہم افطاری کے بعد آپ کی طرف سے کچھ خرید کر کھا لیں گے۔انھوں نے اس پر قہقہہ لگایا جس سے سنجیدگی ٹوٹ گئی۔

انھوں نے پوچھا کہ ہم کیا جاننا چاہتے ہیں؟ میں نے جواب میں کہا کہ ہم آپ کے مذہب کے بارے میں کچھ نہیں جانتے ہیں۔الف سے ے تک سیکھنا چاہتے ہیں۔آپ ہمیں بتائیں کہ احمدیت کیا ہے؟ ہمیں قائل کریں کہ یہ ایک قابل قبول مذہب ہے۔ بڑے حافظ صاحب شاید مناظرے کے

لیے تیار بیٹھے تھے لیکن میرے سوال نے ان کے جوش کو ٹھنڈا کر دیا۔انھوں نے ہمیں مہدیت ، ظلی نبوت، خاتم النبیین کا مفہوم وغیرہ ایسے موضوعات پر تقریباڈیڑھ گھنٹا لیکچر دیا۔وہی باتیں کیں جو میں پہلے پڑھ چکا تھا لیکن میں نے ان کو ٹوکا نہیں۔جب انھوں نے اپنی بات ختم کر لی تب میں نے ان سے وہی سوال کیا کہ ۔۔۔حضرت !آپ نے جو عقائد اور نظریات ابھی بیان فرمائے ہیں۔ان کو آپ نے قرآن اور حدیث سے ثابت کرنے کی کوشش بھی کی ہے۔اب میرے ذہن میں سوال یہ ہے کہ اگر آپ کی یہ ساری باتیں سننے کے بعد بھی کوئی احمدی خلیفہ کے ہاتھ پر بیعت کر کے احمدی نہیں بنتا،تو کیا احمدی حضرات اس کو اپنے جیسا مسلمان سمجھیں گے یا اس کو کافر سمجھیں گے ؟

بڑے حافظ صاحب نے جواب دیا کہ ہم اس کو فوری طور پر کافر نہیں کہیں گے بلکہ اس کو مسلسل دعوت دیتے رہیں گے اور اتمام حجت کریں گے تا کہ وہ احمدیت کے دلائل سے قائل ہو کر بیعت کر سکے۔میں نے جواب میں کہا کہ فرض کریں،آپ مسلسل دعوت دیتے رہے،آپ نے اتمامِ حجت بھی کر دی،اس کے باوجود اس نے احمدیت کو قبول کرنے سے انکار کر دیا،اب اس کا سٹیٹس کیا ہو گا؟ حافظ صاحب نے کہا کہ ایسا شخص ہمارے نزدیک غیر احمدی ہو گا۔لیکن ہم اس کے ساتھ حسنِ سلوک سے پیش آئیں گے۔اس کی عزت کریں گے۔اس کا احترام ملحوظ رکھیں گے۔اس کے ساتھ دوستی قائم رکھیں گے۔اس کے ساتھ حسنِ معاشرت کے اصولوں کے مطابق چلیں گے۔ہم اس کو وہ تمام بنیادی انسانی حقوق دیں گے جو "اسلام" نے کسی بھی "غیر احمدی" کے لیے مقرر کیے ہیں۔

میں نے پوچھا کہ کیا آپ فرما سکتے ہیں کہ آپ اس کو کس طرح کے حقوق دیں گے۔ محض یہ فرمادیں کہ کیا آپ اس کے پیچھے نماز ادا کریں گے؟۔ حافظ صاحب نے جواب دیا کہ جی نہیں! ایسے شخص کے پیچھے ہم نماز نہیں پڑھ سکتے کیونکہ وہ احمدی نہیں ہے۔احمدی کی نماز احمدی امام کے پیچھے ہی ہو سکتی ہے۔ میں نے کہا کہ ہمارے نزدیک ایک مسلمان کی نماز کافر کی اقتداء میں نہیں ہو سکتی ہے۔ مسلمان کی اقتداء میں ہو جاتی ہے۔ کیا ہم یہ سمجھ لیں کہ آپ کے نزدیک غیر احمدی کافر ہیں اس لیے ان کے پیچھے نماز نہیں ہو سکتی ہے؟بڑے حافظ صاحب اس کے جواب میں خاموش رہے۔

میں نے ان سے دوسرا سوال پوچھا کہ "آپ نے فرمایا کہ آپ غیر احمدیوں کو سارے انسانی حقوق دینے کے قائل ہیں"۔اگر کوئی غیر احمدی آپ کے مذہب کے کسی پیروکار کے ساتھ رشتہ داری کرنا چاہے تو کیا آپ اس احمدی کو اجازت دیں گے؟"۔بڑے حافظ صاحب نے اس کا جواب دیا کہ ہم پہلے اس کو سمجھائیں گے،اس کا عقیدہ ٹھیک کریں گے اس کے بعد جب اس کا عقیدہ ٹھیک ہو جائے گا اور وہ بیعت کر لے گا تو اس کے ساتھ رشتہ داری بھی کی جائے گی۔ میں نے کہا کہ حافظ صاحب فرض کریں کہ ایک احمدی لڑکی یا لڑکے کو کسی غیر احمدی لڑکی یا لڑکے کے ساتھ عشق ہو جائے اور وہ دونوں مذہب کو بالائے طاق رکھ کر آپس میں شادی کر لیں تو کیا آپ کے نزدیک احمدی فقہ کے مطابق وہ شادی جائز ہو گی؟۔ حافظ صاحب اس سیدھے سوال پر سٹپٹا گئے اور بولے کہ یہ نکاح جائز نہیں ہو گا۔ہمارے مطابق احمدی کا غیر احمدی کے ساتھ نکاح حرام ہے۔

میں نے کہا کہ قرآن کے مطابق مشرک یا مشرکہ کے ساتھ موحد کا نکاح حرام ہے باقی سب کے ساتھ جائز ہے۔کیا ہم یہ سمجھ لیں کہ آپ کے نزدیک غیر احمد سب کے سب مشرک ہیں؟ بڑے حافظ صاحب نے اس کے جواب میں توقف اختیار کیا۔

میں انتہائی ادب سے عرض کی کہ جب آپ کے مطابق ایک احمدی کو غیر احمدی کی اقتداء میں نماز نہیں پڑھنی چاہیے اور غیر احمدی کے ساتھ رشتہ نہیں کرنا چاہیے تو پھر آپ کس منطق کی بنیاد پر اپنے آپ کو غیر احمدی مسلمانوں کے برابر گردانتے ہیں؟ پھر آپ کو پاکستانی آئین میں اپنے آپ کو غیر احمدی سے الگ حیثیت دیے جانے پر اعتراض کیوں ہے؟

اس کے بعد حافظ بڑے صاحب نے ایک طویل لیکچر دیا۔جس کا لب لباب یہ تھا کہ جب سے ہمیں غیر مسلم قرار دیا گیا ہے تب سے پاکستانی ریاست کے حالات بگڑتے جا رہے ہیں۔اگر ہمیں غیر مسلم نہیں بلکہ مسلمان ہی رکھا جاتا تو آج ملک کے حالات سدھرے ہوتے۔

ان کی تقریر کا مجھ پر کوئی اثر نہ ہوا۔جب تقریر ختم ہوئی تو میں نے اگلا سوال پوچھا کہ "اگر پاکستانی قانون آپ کو غیر مسلم کے بجائے مسلمان تسلیم کر لے تو پھر آپ اپنی کتابوں سے وہ تمام عبارات ختم کر دیں گے جن میں مسلمانوں کے بارے میں بد اخلاقی اور غلیظ جملے استعمال کیے گئے ہیں؟"۔بڑے حافظ صاحب نے پوچھا "کون سی عبارات؟"۔ میں نے پھر سے اپنی ڈائری نکالی اور کچھ جملے بڑے حافظ صاحب کو پڑھ کر سنائے۔آپ بھی پڑھیے:

1. روحانی خزائن جلد 11 صفحہ 337 پر مرزا صاحب نے مسلمانوں کو بندر اور سور قرار دیا ہے۔
2. روحانی خزائن جلد 11 صفحہ 305 میں مسلمانوں کو خنزیروں سے بھی زیادہ پلید قرار دیا گیا ہے۔
3. روحانی خزائن جلد 11 صفحہ 329 پر مرزا صاحب نے مسلمانوں پر لعنتیں بھیجی ہیں۔
4. روحانی خزائن جلد 11 صفحہ 330 پر مسلمانوں پر لعنتوں کے ساتھ بوتے بھی برسائے ہیں۔
5. روحانی خزائن جلد 14 صفحہ 53 پر مرزا صاحب نے مسلمان مردو کو خنزیر اور ان کی عورتوں کو کتیاں کہا ہے۔
6. روحانی خزائن جلد9 صفحہ 31 پر مرزا صاحب نے لکھا ہے کہ "اور ہماری فتح کا قائل نہیں ہوگا تو صاف سمجھا جاوے گا کہ اس کو ولد الحرام بننے کا شوق ہے اور حلال زادہ نہیں۔
7. اسی طرح روحانی خزائن جلد18 صفحہ 382 پر مرزا صاحب نے مسلمانوں کو عیسائی، یہودی اور مشرک قرار دیا ہے۔

8. مرزا صاحب نے اسی پر بس نہیں کی بلکہ روحانی خزائن جلد 11 صفحہ 309 پر مسلمانوں کے بارے میں لکھا ہے کہ "یہ جھوٹے ہیں اور کتوں کی طرح جھوٹ کا مردار کھا رہے ہیں۔

9. مرزا صاحب نے روحانی خزائن جلد 8 صفحہ 163 از پر مسلمانوں کی عورتوں کو "خراب عورتیں" اور مسلمانوں کو "دجال کی نسل" قرار دیا ہے۔

10. روحانی خزائن جلد 5 صفحہ 547، 548 پر غیر احمدیوں کو رنڈیوں اور بدکاروں کی اولاد قرار دیا ہے۔

میں نے یہ سب جملے دبا کر، چبا کر، چہرے کے تاثرات بدل کر اس طرح بیان کیے کہ بڑے حافظ صاحب کا بس نہیں چل رہا تھا کہ مجھے گولی سے اڑا دیتے یا۔۔۔۔ مرزا صاحب کی ماں بہن ایک کر دیتے۔ میں نے پڑھ کر ان سے پوچھا کہ اگر پاکستانی آئین میں آپ کو مسلمان مان لیا جائے تو مرزا غلام احمد صاحب کے ان فرامین کو آپ ان کی کتابوں سے حذف کر دیں گے؟ حافظ صاحب نے کہا کہ آپ ان جملوں کو غلط انداز میں پیش کر رہے ہیں۔ مرزا صاحب کی باتوں کا وہ مطلب نہیں ہے جو آپ اخذ کرنا چاہتے ہیں۔ میں ہنس پڑا۔ ان سے پوچھا کہ "رنڈی کی اولاد، خنزیر، حرام زادہ، بدکار، جھوٹا، کتا، ولد الحرام۔۔۔۔ حضور! آپ ان لفظوں کا کتنا ہی مہذب مفہوم نکالنے کی کوشش کیوں نہ کریں، آخر میں بات گالیوں پر ہی ختم ہو گی"۔ حافظ صاحب خاموش رہے۔ ان گالیوں کے جواب میں ان کے پاس قرآن کی کوئی آیت نہیں تھی اور نہ ان کی تاویل کرنا ممکن تھا۔

اس عمارت کے ساتھ ہی احمدیوں کا عبادت خانہ تھا۔ ظہر کی نماز کا وقت ہوا تو حافظ صاحب نے موضوع بدل دیا اور کہا کہ آؤ، میں آپ کو دکھاتا ہوں کہ ہماری اور تمہاری نماز ایک جیسی ہے اس کے باوجود ہمیں مسلمان نہیں سمجھا جاتا۔ میں نے کہا حضرت! گالیوں کا تصفیہ ہو جائے تو نماز بھی ۔۔۔انھوں نے کہا کہ ایک ہی بات کو پکڑ کر بیٹھ نہیں جانا چاہیے۔ جن جملوں کو آپ گالیاں سمجھ رہے ہو ان کی حقیقت بھی آپ کو بتاؤں گا۔ حافظ صاحب نے یہ بھی کہا کہ نماز کے بعد آپ کی میٹنگ یہاں کے کوآرڈینیٹر کے ساتھ بھی کرائی جائے گی۔ کوارڈینیٹر بھی آپ کے کئی سوالات کے جوابات دیں گے۔

ان کا عبادت خانہ ہماری مسجد جیسا ہی تھا اور ان کا طریقہِ عبادت بھی ہماری نماز سے مختلف نہیں تھا۔ میں نے اپنی نماز الگ پڑھی۔

اب تک کی گفتگو سے مجھے یہی سمجھ آیا کہ احمدیوں کے نزدیک مسلمان کافر ہیں۔ مرزا غلام احمد قادیانی کی طرف سے مسلمانوں کو دی گئی گالیوں پر انھیں کوئی پشیمانی نہیں ہے۔

(جاری ہے)

تیسری قسط

میں نماز پڑھ چکا تو بڑے حافظ صاحب نے ایک نوجوان سے ملوایا۔اس نوجوان کا نام سلیمان تھا اور وہ غالبا احمدیوں کے باہمی روابط کا کوارڈینیٹر تھا۔ سلمان نے مجھ سے بات چیت کرنے کے بجائے بڑے حافظ صاحب کو مشورہ دیا کہ آپ اس مہمان کو دار القرآن اور دار الرحمت کا دورہ کروائیں۔اس کے بعد میں اس سے ملاقات کروں گا۔ایک آدمی کو بلایا گیا۔اس کو حکم دیا گیا کو مہمان کو دار القرآن اور دار الرحمت کا دورہ کرائیں۔وہ شخص اپنی موٹر سائیکل پر بٹھا کر مجھے ایک عمارت میں لے گیا جس کے تہہ خانے میں دنیا کی ہر زبان میں قرآن مجید کے تراجم کا ایک ایک نسخہ انتہائی خوبصورتی کے ساتھ سجایا گیا تھا۔اس کی دیواروں پر ان احمدیوں کی تصاویر چسپاں تھیں جو میرے گائیڈ کے مطابق احمدی ہونے کی پاداش میں مولویوں کے ہاتھوں یا مولویوں کے فتوؤں کے سبب شہید کر دیے گئے تھے۔کچھ دیواروں پر مرزاغلام احمد قادیانی کے اقوال چسپاں کیے گئے تھے۔دار القرآن میں تراجم قرآن دیکھ کر مجھے محسوس ہوا کہ احمدیوں کے نزدیک صرف وہی تراجم قرآن مستند اور قابل قبول ہیں جو احمدی حضرات نے خود لکھے ہیں۔ مسلمانوں کا لکھا ہوا کوئی بھی ترجمہ قرآن وہاں نہیں تھا۔اس سے بھی اندازہ ہوا کہ مسلمانوں کو احمدی حضرات اپنے جیسا نہیں سمجھتے ہیں بلکہ ان کے نزدیک تمام مسلمان کافر ہی ہیں۔

اپنے گائیڈ سے میں نے اس کا تعارف پوچھا تو اس نے بتایا کہ میں ضلع گجرات سے یہاں آیا ہوں۔بیعت کرنے کے بعد میں نے یہاں کی دکانوں پر تھوک کا سامان سپلائی کرنا شروع کیا ہے۔اس

سے مجھے روزگار مل گیا ہے اور اس کے ساتھ ساتھ میں قصرِ خلافت میں چھوٹی موٹی ذمہ داریاں بھی ادا کرتا ہوں۔ میں نے اس کا نام پوچھا تھا، اس کا رابطہ نمبر بھی لیا لیکن نام بھول چکا ہوں اور وہ مجھ سے کھو چکا ہے۔

دار القرآن کے دورہ کے بعد مجھے طویل فاصلے پر واقع دار الرحمت لے جایا گیا۔ دار الرحمت اصل میں ایک قبرستان ہے۔ یہ وہی قبرستان ہے جس کو مسلمان "احمدیوں کی جنت" کا نام دیتے ہیں۔ اس قبرستان میں خوبصورت پھولوں والے پودے ہیں، جگہ جگہ ٹھنڈے پانی کے کولر ہیں، دیدہ زیب کیاریاں اور صارف ستھرے راستے ہیں۔ قبروں کے گرد بجری تھی تا کہ بارش آنے کے بعد مٹی اس کے پانی کے ساتھ نہ بہہ جائے۔ اس کے علاوہ ہر قبر پر کتبہ لگایا گیا تھا۔ اس قبرستان میں کچھ قبریں جماعت احمدیہ کے اکابر کی بھی تھیں جن کو مخصوص باڑ یا شاید چار دیواری (مجھے یاد نہیں لیکن دونوں میں سے کچھ ضرور تھا) کے ذریعے نمایاں کیا گیا تھا۔ یہ قبرستان کئی ایکڑ رقبے پر پھیلا ہوا ہے۔ میرے گائیڈ نے بتایا کہ فوت ہونے سے پہلے جو بھی احمدی اپنی جائیداد کا ایک مخصوص حصہ جماعت احمدیہ کے نام وقف کرتا ہے اس کی میت کو یہاں دار الرحمت میں دفن کیا جاتا ہے۔ جو احمدی اپنی جائیداد کا مخصوص حصہ جماعت کے نام وقف نہیں کرتا ہے اس کو یہاں دفن نہیں کیا جاتا ہے۔ میں نے دار الرحمت کی تصاویر لینے کی کوشش کی تو مجھے منع کر دیا گیا اور بتایا گیا کہ یہاں کیمرہ استعمال کرنے کی اجازت نہیں ہے۔ حیرت ناک بات یہ ہے کہ مجھے وہاں کیمرہ استعمال کرنے کی اجازت نہیں دی گئی لیکن اس قبرستان کی تصاویر گوگل پر موجود ہیں۔

وہاں سے ہم واپس قصرِ خلافت میں پہنچے۔اس مرتبہ بڑے حافظ صاحب اور سلمان ایک ساتھ بیٹھے ہوئے ملے۔ غالبا اس دوران سلمان نے بڑے ھافظ صاحب سے میرے آنے کا مدعا معلوم کر لیا تھا۔ سلمان کا اخلاق اور گفتگو کا طریقہ مجھے سب سے زیادہ پسند آیا۔اس کے اسلوب میں سمجھ داری، تعلیم، معاملہ فہمی اور ٹھنڈا مزاج تھا۔ سلیمان نے احمدیت کے تصورِ مہدیت، تصورِ نبوت، مرزا غلام احمد قادیانی کے فضائل اور مرزا طاہر کے مناقب پر مجھے ایک تفصیلی لیکچر دیا جسے میں نے خاموشی کے ساتھ سنا۔اس نے بتایا کہ پاکستان میں احمدیوں کی قدر نہیں کی گئی ہے اس لیے احمدیوں نے بیرونی ممالک میں جا کر دعوت و تبلیغ کر کے اپنی طاقت ور کمیونٹی پیدا کر رکھی ہے۔اس نے یہ بھی دعویٰ کیا کہ اس وقت مغربی دنیا میں مسلمان ہونے والے تمام افراد احمدیوں کے سنٹرز میں آکر کلمہ پڑھتے ہیں اور وہ سب احمدی ہی بن رہے ہیں۔

میں نے سلیمان سے کہا کہ آپ لوگوں کو یہ نہیں کہنا چاہیے کہ پاکستان میں آپ لوگوں کی قدر نہیں کی گئی۔ حقیقت تو یہ ہے کہ آپ کی قدر کی گئی۔آپ کو بن مانگے محبت دی گئی۔احترام دیا گیا لیکن آپ لوگوں نے خود ہی اس محبت اور احترام کی بے حرمتی کی تھی۔اس بے حرمتی کی بنا پر پاکستانی قوم آپ لوگوں سے مطمئن نہیں ہے۔ سلیمان نے پوچھا "کب عزت دی گئی ہمیں۔۔۔اور۔۔۔کون سی بے حرمتی کی بات کر رہے ہیں آپ؟"۔ میں نے جواب دیا کہ قیام پاکستان کے بعد ایک احمد چوہدری ظفر اللہ کو قائدِ اعظم نے وزیر خارجہ بنا دیا تھا۔ بھلا اس سے زیادہ عزت کیا دی جا سکتی ہے؟لیکن چوہدری ظفر اللہ صاحب نے قائدِ اعظم کی وفات کے بعد نماز جنازہ بھی نہیں پڑھی۔ان سے پوچھا گیا کہ آپ

قائد اعظم کی نمازِ جنازہ میں شریک کیوں نہیں ہوئے ہیں تو موصوف نے جواب دیا کہ میں اس جنازے میں شریک نہیں ہو سکتا۔ آپ چاہیں تو مجھے ایک ایسا مسلمان سمجھ لیں جو کسی کافر کے جنازے میں نہیں جا سکتا۔ آپ چاہیں تو مجھے ایک ایسا کافر سمجھ لیں جو کسی مسلمان کے جنازے میں نہیں جا سکتا۔ چوہدری صاحب کے اس عمل کی وجہ سے پاکستانیوں کے دل دکھے۔ اس لیے اب پاکستانی آپ لوگوں سے مطمئن نہیں ہیں۔

سلیمان میری بات سن کر خاموش رہا۔ میں نے پھر کہا کہ اگر آپ لوگ کوشش کریں تو آپ کا کھویا ہوا اعتماد واپس مل سکتا ہے۔ سلیمان نے پوچھا "وہ کیسے؟"۔ میں نے جواب دیا کہ آپ تحریری طور پر اعلان کر دیں کہ چوہدری ظفر اللہ صاحب نے قائد اعظم کے جنازے کے بارے میں جو عمل اپنایا تھا ہم تمام احمدی اس عمل کی بنا پر چوہدری ظفر اللہ کے اُس عمل سے براءت کا اظہار کرتے ہیں۔ اس کے ساتھ یہ بھی اعلان کر دیں کہ آج کے بعد ہم مسلمانوں کے جنازوں میں شریک ہوا کریں گے۔ میری بات سن کر سلمان اور بڑے حافظ صاحب دونوں نے ایک قہقہہ لگایا۔ میں بھی ہنس پڑا۔ میری تجویز تو موثر تھی لیکن ان کے لیے قابل قبول نہیں تھی۔ وہ مجھے علمی بحثوں میں الجھانے کی کوشش کر رہے تھے اور میں انھیں عملی قدم اٹھانے کی ترغیب دے رہا تھا۔

سلیمان نے یہ بھی بتایا کہ امریکہ میں ہمارے خلیفہ مسرور کو وہی پروٹوکول ملتا ہے جو امریکی صدر کو ملتا ہے۔ جب کہ پاکستان میں ہمیں قانونی طور پر کوئی حیثیت ہی حاصل نہیں ہے۔ میں نے اس کے جواب میں کہا کہ آپ لوگوں پر الزام ہے کہ آپ انگریزوں کے پروردہ ہیں۔ مسلمان انگریزوں کو اپنا

دشمن سمجھتے ہیں کیونکہ انگریزوں نے اپنے دور اقتدار میں برصغیر کے لاکھوں مسلمانوں کا قتل کیا تھا۔جب کہ آپ کے مرزاغلام احمد قادیانی صاحب انھی انگریزوں کو سرکار انگلشیہ کا نام دیتے تھے اور اس سرکار کی فرماں برداری کو لازم قرار دیتے تھے۔آج بھی مسلمان امریکہ ،برطانیہ اور فرانس وغیرہ کو مسلمانوں کا دشمن سمجھتے ہیں۔لیکن آپ ان ملکوں میں جاکر ان کے ساتھ دوستیاں کرتے ہیں۔آپ کے لوگ اسرائیلی فوج میں بھی موجود ہیں جو فلسطین کے مسلمانوں پر ظلم و ستم کے پہاڑ توڑ رہی ہے۔اب آپ نے خود بتادیا کہ امریکہ میں آپ کے خلیفہ کو امریکی صدر جیسا پروٹوکول ملتا ہے۔اس سب کے بعد پاکستانی قوم آپ لوگوں کو اپنا ہمدرد کیسے سمجھ لے؟آج تک آپ کی جماعت نے کشمیر،افغانستان، عراق،چیچنیا،بوسنیا اور عراق پر ہونے والے مظالم کے خلاف کسی غیر مسلم کے خلاف احتجاج نہیں کیا۔آپ قانونی طور پر کچھ کریں تو سہی۔۔۔آپ ایک ہی قدم قدم اٹھا لیں تو پاکستانی آپ کی طرف دس قدم اٹھائیں گے۔

بڑے حافظ صاحب نے کہا کہ ہمارے بزرگوں نے کبھی بھی انگریز سرکار کی طرف داری نہیں کی ہے۔آپ ان پر جو الزام لگا رہے ہیں وہ بے بنیاد ہے۔میں اپنا ہوم ورک کر کے وہاں گیا تھا۔چنانچہ میں نے اپنی ڈائری کھولی اور اس میں لکھے ہوئے مرزاغلام احمد قادیانی کے وہ اقوال نکالے ،جو اس نے انگریز سرکار کی تحمید و توصیف میں لکھے تھے۔آپ بھی پڑھیے:

1. روحانی خزائن جلد 11 صفحہ 283 پر مرزا صاحب نے لکھا ہے کہ "کیا گورنمنٹ اتنا غور نہیں کرتی کہ ہم انہی بزرگوں کی اولاد ہیں۔جنھوں نے اپنی عمریں حکومت برطانیہ کی خدمت میں صرف کر دیں"۔

2. روحانی خزائن جلد 8 صفحہ 36، 37 پر مرزا صاحب لکھتے ہیں کہ "اور گورنمنٹ پر پوشیدہ نہیں کہ ہم قدیم سے اُس کی خدمت کرنے والے اور اُس کے ناصح اور خیر خواہوں میں سے ہیں اور ہر ایک وقت پر دِلی عزم سے ہم حاضر ہوتے رہے ہیں۔۔۔۔۔ سرکار انگریزی اپنے ان حکام سے دریافت کر لیوے جو ہماری طرف آئے اور ہم میں رہے اور ہم نے ان کی آنکھوں کے سامنے کیسی زندگی بسر کی اور کس طرح ہم ہر یک خدمت میں سبقت کرنے والوں کے گروہ میں رہے"۔

3. اسی طرح مجموعہ اشتہارات جلد دوم صفحہ 66، 67 پر مرزا صاحب نے لکھا ہے کہ "میں بذات خود سترہ برس سے سرکار انگریزی کی ایک ایسی خدمت میں مشغول ہوں کہ درحقیقت وہ ایک ایسی خیر خواہی گورنمنٹ عالیہ کی مجھ سے ظہور میں آئی ہے کہ میرے بزرگوں سے زیادہ ہے اور وہ یہ کہ میں نے بیسیوں کتابیں عربی اور فارسی اور اُردو میں اس غرض سے تالیف کی ہیں کہ اس گورنمنٹ محسنہ سے ہرگز جہاد درست نہیں بلکہ سچے دل سے اطاعت کرنا

ہر ایک مسلمان کا فرض ہے۔۔۔۔ وہ ایک ایسی جماعت تیار ہوتی جاتی ہے کہ جن کے دل اس گورنمنٹ کی سچی خیر خواہی سے لبالب ہیں"۔

4. اسی طرح مرزا صاحب نے روحانی خزائن جلد 3 صفحہ 166 پر لکھا ہے کہ "ہم پر اور ہماری ذریت پر یہ فرض ہو گیا کہ اس مبارک گورنمنٹ برطانیہ کے ہمیشہ شکر گزار رہیں۔

میں نے یہ چاروں اقتباس پڑھ کر سنائے تو بڑے حافظ صاحب بولے کہ اس وقت حکمت کا تقاضا یہی تھا کہ حکومت کی خیر خواہی کی جائے اس لیے حضرت مرزا صاحب نے یہ ارشادات پیش کیے۔ان ارشادات میں انگریزوں کی پشت پناہی نہیں بلکہ مصلحت آمیزی ہے۔آپ ان کو غلط رنگ دے کر پیش کر رہے ہیں۔میں نے جواب دیا کہ اس وقت مصلحت آپ کو برطانوی استعمار کی وفادار بنا رہی تھی،آج امریکی سامراج کی وفادار بنا رہی ہے۔یہ کیسی مصلحت ہے کہ ہمیشہ مسلمانوں کے دشمنوں کے ساتھ جا کھڑا کرتی ہے؟اس کے جواب میں انھوں نے کئی طرح کی وضاحتیں دیں لیکن وہ موضوع سے غیر متعلقہ تھیں۔میں نے ان کے وضاحتوں کے بعد کہا کہ "اگرآپ ایک قدم اٹھائیں تو پاکستانیوں میں آپ کو مساوی مقام و درجہ مل سکتا ہے"۔

سلمان نے پوچھا کہ کون سا قدم؟میں نے جواب دیا کہ مسلمانوں کے خلاف ظلم و ستم کے پہاڑ توڑنے والوں کے خلاف مسلمانوں میں جہاد کا جذبہ پیدا ہوتا ہے اور وہ اپنے دشمن سے ٹکرا جاتے ہیں۔لیکن آپ کی کتابوں میں صاف لکھا ہوا ہے کہ جہاد منسوخ ہو چکا ہے۔آپ صرف یہ قدم اٹھا لیں

کہ ۔۔۔۔اپنی کتابوں میں موجود تنسیخِ جہاد کے تمام جملوں کو حذف کر کے ان کو دوبارہ شائع کر دیں۔ پھر دیکھنا۔۔۔آپ کے لیے پاک فوج کے دروازے کھل جائیں گے، پولیس کے عہدے بھی حاضر ہو جائیں گے۔

.برے حافظ صاحب بولے کہ آپ ہمارے مہمان ہیں۔ہمارے لیے قابل عزت ہیں۔ہم نہیں چاہتے کہ ہمارے جذبہ مہمان نوازی میں کوئی فرق آئے۔اس لیے ہمارے اکابر کو جماعت چلانے دیں،آپ کی پیش کردہ تجاویز یقینا ان کے سامنے پہلے بھی آچکی ہوں گی اور انھوں نے یقینا کسی مصلحت کے تحت انہیں قبول نہیں کیا ہو گا۔ میں نے جواب میں کہا کہ حضور ! میں ایک ادنی طالب علم ہوں اور میری کیا مجال کہ میں کسی کو بھی کوئی بھی تجویز دے سکوں۔آپ لوگوں کے مہمان نوازی کے جذبہ کی قدر کرتا ہوں اور اگر میری کسی بات سے آپ کو ٹھیس پہنچی ہو تو میں اس پر معذرت خواہ ہوں۔ لیکن میں ایک سوال لے کر آیا تھا۔ سارا دن گزر گیا ہے۔مجھے ابھی تک کسی نے اس سوال کا جواب نہیں ملا وہ سوال یہ ہے کہ "ہر شخص جو کلمہ پڑھتا ہے لیکن مرزا غلام احمد قادیانی صاحب کو نبی نہیں مانتا، کیا آپ کی نظر میں وہ آپ جیسا ہی مسلمان ہے ؟! اگر اس کا جواب ہاں میں ہے تو پھر آپ لوگوں کی کتابوں میں ان لوگوں کو کافر، رنڈے کے بچے، شیطان کی اولاد، دجال اور پلید کے نام سے کیوں بلایا گیا ہے ؟! اگر وہ آپ کی نظر میں مسلمان نہیں ہیں تو پھر آپ کو قانون میں ان سے الگ قومیت قرار دینے پر ملال کیوں ہے ؟ یہ سادہ سا سوال ہے۔ صبح سے اب تلک میں نے آپ لوگوں کی ساری باتیں سنیں لیکن اس

سوال کا جواب ابھی بھی مجھے نہیں مل سکا"۔ سلمان اور صاحب کی مزید باتیں بھی سنیں لیکن میرا سوال تشنہ رہا۔

مجھے بہت اچھے اخلاق اور عزت واحترام کے ساتھ وہاں سے رخصت کیا گیا۔ کسی نے میرے ساتھ کوئی بد تمیزی نہیں کی، کسی کے ماتھے پر میں نے کوئی شکن نہیں دیکھی اور نہ ہی کسی نے میرے ساتھ کوئی سخت کلامی کی۔ سلمان نے ایک کارٹن بھر کر احمدیوں کا لٹریچر بھی دیا ۔ سلمان نے مجھے اپنا رابطہ نمبر دیا اور میرا رابطہ نمبر لیا۔اس بات کو چھ برس گزر چکے ہیں۔ سلمان کے ساتھ میرا آج بھی رابطہ ہے اور وہ مجھے واٹس ایپ پر روزانہ احمدیوں کا مواد ارسال کرتا ہے۔ میں کسی مقتدر اور مختار احمدی سکالر کی تلاش میں ہوں جو میرے اس سوال کا جواب دے دے جو چھ برس سے تشنہ ہے۔

آخری بات: یہ تحریر میں نے اپنے دورے کی رپورٹ کے طور پر پیش کی ہے۔ میں نے کہیں کوئی گالی نہیں لکھی۔ سخت زبان استعمال نہیں کی۔ کسی کی تحقیر نہیں کی۔ صرف معلومات پہنچانے کی کوشش کی ہے۔احمدیت کو " قادیانیت" اس لیے نہیں لکھا کہ وہ اپنے آپ کو "احمدی" ہی کہتے ہیں۔ میرے خیال میں نام سے فرق نہیں پڑتا۔۔۔فرق پڑتا ہے تو اس سوال سے جس کے جواب کے لیے میں نے پانچ سو کلومیٹر سفر کیا لیکن۔۔۔۔۔۔ میرا سوال ہنوز تشنہ ہے۔۔۔۔لہٰذا۔۔۔

صدائے عام ہے یارانِ نکتہ داں کے لیے